

لا اله الا الله
قال الله سبحانه وتعالى
يا ابا عبد الله محمد بن عبد الله

النكاح المكنون رسالة

بسم الله	۲۱- بیست و اول فصل	فهرست مضامین	۱۱- مارچ ۱۹۱۲	بسم الله
شماره	عنوان مضمون	مضمون نگار	هنگامه صفحه	
(۱)	معروضات خاص	مدیر انجمن	۱	
(۲)	روایت اودرسه اسلامیة امرویه	سید معظم حسین صاحب	۲	۳
(۳)	اشناس نمبر ۲۲ جلد	مدیر انجمن	۴	۸
(۴)	عاشورہ محرم	منشی خادم حسین ضا	۹	۱۱
(۵)	مین راجہ	ست دانا	۱۲	۱۴
(۶)	لوائح لیلیہ	مدیر انجمن	۱۵	۱۶
(۷)	بقیہ حصہ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	"	۱۶	۳۲

پیشانی مطابع و قلمی مطبع
دفتر انجمن محمد بن عبد الله
کتابخانه محمد بن عبد الله

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ میں دو بار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۲۱ و ۲۲ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کرے گا۔

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورة اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے	مالک غیر سے صرف بقدر
شش ماہی	ع	زیادتی محصول ادا اضافہ
سہ ماہی	عہ	کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہر حال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو اصحاب میان سال میں خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت میں محرم سے اس وقت تک

کے کل سائنس بجیکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چلے شروع

سال سے اپنی خریداری قائم کرالیں اور چارے صرف بقیہ دنوں کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیج دیں۔

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چارین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرالیں

چاہے ۲ روپیہ قیمت کی کتاب فتر النجم سے لیں۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب و روپیہ قیمت کی انعام میں دی جائیگی

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت سلیمین ہر مسلمانوں کے عقائد و خیالات خصائل عادات عبادات معاملات کی اصلاح

اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تحریک اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے حسب ذیل عنوان اختیار کیے گئے ہیں۔

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ میں مضامین تصور کیا جاتا ہے اس ذیل میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت سی عبرت انگیز واقعات و تذکرات دیں گے اور بہت سی مفید نوثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص میں ضروری سائل سے متعلق (۳) غیر مذہبی امور و بیرونی حلوں کے اسلام کی حفاظت

اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ میں کچھ حصہ جدیدہ جدیدہ اسلامی خبریں بھی دیں گیں جنہیں جہان تک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائیں گی۔

(۵) ہر سال جو کتاب انعام میں تجویز کی جائیگی وہ انشاء اللہ تعالیٰ بیشتر اکثر سلف صالحین میں سے کسی کی مستند تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخ نامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	سے	منہ	لئے	لئے
ایک کالم	ص	لئے	لئے	لئے
پورا صفحہ	لے	لے	لے	لے

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴۰ راجرت قیمت فی صفحہ ۱۰ بشرطیکہ قواعد و انکشاف کے خلاف نہ ہو

ابن کا ایسی فہرست کے شائع کرنے سے محض اس خیال سے احتراز رہا کہ مخالفین کو مسرت ہوگی۔ مگر جب بعض اصحاب کا اصرار بڑھ گیا اور انھوں نے کہا کہ وہ ایسی کی فہرست شائع ہونے سے خود واپس کر نیوالے حضرات کو بھی ہند ہوگی نیز دوسرے ہمدرد اصحاب بھی متاثر ہو گئے تو یہ کیا گیا مسلمانوں کو چاہیے کہ دوسری قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ آنکھ اٹھا کر دیکھیں کہ ان کے کس قدر ملکی و مذہبی رسالے اور اخبار نکل رہے ہیں اور قوم کی طرف سے انکی کیسی قدر شناسی ہوتی ہے خود شیعوں کی طرف سے! وجودیکہ انکی تعداد ہمارا دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔ کس قدر اخبار و رسائل روز اہل سنت میں شائع ہوتے ہیں۔ پھر اپنے کو دیکھیں کہ ایک الحجم اور اسکی حالت۔ جس قدر خریدار الحجم کے اسوقت میں اگر وہ کوشش کریں تو بہت جلد اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ جب کبھی تو سیمع اشاعت کی دہشت کی گئی سوا معدودے چند اصحاب کے اور کسی پر اثر نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ الحجم کو اپنے مقاصد میں پوری کامیابی نہیں ہوتی اور جس اعلیٰ پایہ پر اسکو ہونا چاہیے تھا نہیں پہنچ سکتا۔

کاش اب بھی برادران ایمانی توجہ کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
حامداً مصلیاً سلاً

الحجم لکھنؤ

دوشنبہ ۲۱۔ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

معروضات خاص

الحجم کے سالانہ چندہ کیلئے جو دی پیڑا نہ ہوے تھے انکی وصولی واپسی کی آخری فہرست آئندہ نمبر یعنی ۷۔ ربیع الآخر کے الحجم میں شائع ہوگی اسکے دیکھنے سے آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ الحجم کو کس قدر نقصان پہنچا رسالہ کا پہلا سال اور آغاز ہی میں یہ نقصان۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس قدر مشکلات کا سامنا ہے۔ بعض ہمدردان الحجم کے خطوط اس مضمون کے آ رہے ہیں کہ وہ ایسی کی تعداد دیکھا کہ ہم کو صدمہ ہوا۔ لیکن اس صدمہ کا کوئی اثر خارج میں ظاہر ہونا چاہیے

پہلا موقع ہے کہ الحجم میں واپسی کی فہرست شائع ہوئی

رونداو

جلسہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ امروہہ (جو)

بعد وفات حضرت قطب القادریؒ مولوی حاجی سید احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرپرست مدرسہ امروہہ مذکور واقع بتاریخ ۲۔ بیج الثانی ۱۳۳۵ھ یوم جمعہ ۱۰ بجے دکن عمارت مدرسہ میں منعقد ہوا۔

موجودگی حضرات اہل شوری و دیگر معززین علماء اہل اسلام امروہہ و بیرونات۔

لحضور حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مدرسہ دیوبند دامت برکاتہم۔

کارروائی جلسہ

(۱) مولوی محمد اسماعیل صاحب نے تحریک کی اور سید مظہر حسین اور مولوی سید عبدالرؤف صاحب نے تائید کی کہ حضرت مولانا حاجی حافظ شاہ عبدالرحمن صاحب آبادی اور حضرت مولانا مولوی محمد حسن صاحب مدرسہ امروہہ

عربیہ دیوبند اور حضرت مولانا حاجی حافظ محمد احمد صاحب مدرسہ عالیہ دیوبند مظلّم العالی مدرسہ ہذا کے سرپرست مقرر فرمائے جائیں۔ بالاتفاق یہ سب قائم ہوئی کہ یہ ہر تہہ حضرات موصوفین ہر طرح سے اس منصب کے اہل ہیں اور مدرسہ ان حضرات کا حاجت مند ہے۔

اسی بنا پر علما حاضرین نے ان حضرات کی خدمت میں درخواست کی۔ حضرات موصوفین نے اسکو منظور فرمایا اور اسی تاریخ سے ہر تہہ حضرات مدرسہ امروہہ کے سرپرست قرار پائے۔

(نمبر ۲) صوبہ دار بنی بخش صاحب نے تحریک کی کہ سید محمد عزت بن میان خلیفہ الصدق حضرت محمد منا و مولانا حاجی احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ سے کچھ وظیفہ سبقر فرمایا جائے۔ جس پر حضرت حافظ عبدالرحمن صاحب خلیفہ مراد آبادی مدنیو ضمیمہ اور بعض دیگر حضرات نے اسکی تائید کی۔ لیکن مولوی رضا حسین صاحب حاجی غفور الحسن صاحب نے (جو حضرت مولانا مرحوم کے داماد ہیں) اسکی قطعاً مخالفت فرمائی۔ اور انھیں کی تائید میں مولانا محمد احمد صاحب اہم مدرسہ دیوبند نے ایک عالمانہ فصیح و بلیغ تقریر فرمائی جس پر سب حضرات نے اپنی رائے کو بخوشی واپس لے لیا اور قرار پایا کہ بنے میان کی مالی امداد مدرسہ سے نہ ہونی چاہیے۔

(نمبر ۳) منشی محمد حسین صاحب نے یہ رای پیش کی کہ سوای سرپرستان مدرسہ صدر کے جو شخص اس مدرسہ میں صدر مدرس ہو وہ بھی بزمہ سرپرستان شامل رہے۔ صورت عدم موجودگی حضرات سرپرستان موصوفین و عند الضرورت صدر مدرس بھی کلام انجام دے سکیں۔

یہ رای بھی باتفاق منظور ہوئی۔

(ممبر) مولوی حبیب الرحمن صاحب پربتدی نے
تحریک کی کہ سید محمد عرف بنے میان صدر مدرس مدرسہ ہذا
کے واسطے ابھی سے نامزد کر لیں جاوین۔ جس وقت وہ
صدر مدرس کے قابل ہوں اس مدرسہ کا صدر مدرس اُنکو
بتایا جائے اسکو تمام حاضرین نے جوش و مسرت کے
ساتھ منظور فرمایا۔

اور یہ بھی باتفاق رائے قرار پایا کہ مولوی عارف عبد الرحمن
صاحب جو سابق میں ایک عرصہ دراز تک مدرسہ ہذا میں
مدرس رہ چکے ہیں اُنکو صدر مدرس کے واسطے بلایا جائے
اور اگر کسی وجہ سے مولانا موصوف تشریف نہ لاسکیں تو
کسی دوسرے لائق و نیکو اس منصب پر مامور کیا جائے۔
(ممبر) محمد اسحاق صاحب انصاری نے تحریک کی
کہ لائق و نیکو عالم کو جامع مسجد امروہہ کا امام مقرر
فرمادیا جائے۔ جسپر حاجی سید رئیس الدین صاحب
رئیس امروہہ نے سید محمد عرف بنے میان کو امامت کیواسطے
تجویز فرمایا۔ اس رائے کو تمام حاضرین نے منظور
فرما کر یہ اور اضافہ کیا کہ بنے میان اگر سروسست خود اس
کام کو انجام فرمادیں تو اپنی طرف سے جسکو چاہیں امام
مقرر فرمادیں۔ یہ بھی باتفاق منظور ہوا۔ اور کاغذ درج
پر حاضرین نے اپنی اپنی دستخط ثبت فرمائی۔

اسکے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے
دعا، مغفرت اور مدرسہ کیلئے دعا ترقی کی گئی اور جلسہ
پر خاست ہوا۔

جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ حضرت مولانا حافظ شاہ
عبد الرحمن صاحب نے وعظ فرمایا۔ اور مسلمانوں کے
بچپن و لون کو تسکین دے کر مدرسہ کی جانب متوجہ
فرمایا۔ اس جمعہ میں معمول سے بہت زیادہ آدمی
جمع تھے۔ بعد مولانا مولوی حکیم اظہار الدین صاحب
فارغ التحصیل مدرسہ ہذا نے جو تجاویز منظور ہوئی تھیں اُنکا
اعلان منجانب سے فرمایا۔

اسکے بعد جناب فاضل حمید الدین صاحب نے
ایک پرمغز تقریر میں مدرسہ کی آئندہ حالت پر نہایت ہمدردی
بجٹ کرتے ہوئے مسلمانوں کو مدرسہ کی طرف متوجہ فرمایا۔

بت سے ایسے مسلمانوں نے جنکا حضرت مولانا
سے تعلق تھا اُس وقت حضرت مرحوم کی ایصال ثواب کی
غرض سے حضرت کی جانب سے دار القرآن کی تعمیر وغیرہ کیلئے
چندہ دیا چنانچہ اُس وقت تقریباً ستر سو پچھ سو گیا
دعا پر طیبہ ختم ہوا۔ ہفتہ کی صبح کو حضرات سرپرستان و
منتظمین مدرسہ نے مدرسین کو مدرسہ لجا کر اُنکے کانپور پر مامور فرمایا

احقر سید معظم حسین

از مدرسہ اسلامیہ امروہہ ضلع مراد آباد

انشس

نمبر ۳۔ جلد

کل کی ڈاک میں یہ دونوں نمبر ایک ساتھ پہنچے
اب تک قریب قریب ہر نمبر پہنچنے کچھ نہ کچھ لکھ دیا ہے
اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ بھی کچھ
لکھ دیا جائے۔

انشس کے ابتدائی نمبروں پر نہایت کافی وافی
بحث ہو چکی ہے اور اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ سالہ
ہرگز اہل علم و عقل کے التفات کے لائق نہیں اور اس
رسالہ کے ایڈیٹر صاحبان دیدہ و دانستہ خلاف حق
صفائیں لکھا کرتے ہیں۔ مقصود انکا صرف اس قدر ہے
کہ اپنے عوام کا لانا عام پر یہ بات ظاہر کر دیں کہ انجم کا
جواب شیعوں کی طرف سے ہوا ہے اور بس۔

رسالہ انشس کو اور نیز علمائے شیعہ کی دوسری
تصانیف کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اتنی یہ کس قسم کے
انسان ہیں انہیں کیسی دلیری و بیباکی ہے۔ جس بات کو
خود جانتے ہیں کہ غلط ہے اور ایسی غلط ہے کہ کسی شخص
اسکا غلط ہونا مستحب نہیں ہو سکتا۔ اپنے قلم سے لکھتے
ہیں اپنی زبانوں سے کہتے ہیں اور ذرا بھی انکو تامل نہیں

ہوتا۔ نہ خدا کا خوف نہ اس بات کی حیا کہ لوگ جو ان
باقول کو دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ مگر یہ حیرت رفع ہو جاتی
ہے جب قرآن شریف میں یہ مضمون دیکھا جاتا ہے کہ کلا جاب
یہود و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے
کا یقین کامل رکھتے تھے مگر مانتے نہ تھے۔

انشس کے مذکورہ نمبر کا صرف ایک لطیفہ باقتضا
تمام اس مقام پر نقل کرتا ہوں۔ جسکو دیکھ کر ہر شخص
بآسانی اس سالہ کی حقیقت سے مطلع ہو سکتا ہے۔

وہو ہذا

انجم کے مناظرہ حصہ اول کے ابتدائی اوراق میں
حدیث حصہ آدم علیہ السلام کی بحث کی گئی ہے کہ شیعوں
کی کتب حدیث میں مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام
کو حق تعالیٰ نے منع فرمایا تھا کہ ائمہ اہل بیت پر حسد نہ کرنا
مگر انھوں نے مانا اور حسد کیا۔ لہذا وہ جنت سے
نخال دیے گئے۔ سب سے پہلے یہ روایت تحفہ میں
نقل کی گئی اس کا جواب مولوی دلدار علی مجتہد نے دیا
مولوی دلدار علی کے جواب کہ مولانا حیدر علی صاحب
علیہ الرحمہ نے منتقی الکامام میں رد فرمایا۔ مولانا حیدر علی
صاحب کے رد کا جواب مولوی حامد حسین صاحب نے مستقصا
میں دیا۔ استقصا کی تحسیر پر مزخرف
کا ابطال انجم میں کیا گیا۔ اب ایڈیٹر انشس نے انجم کی

اب ایڈیٹران شمس کی دلیری و قابلیت قابل دید و لائق داد ہو کہ وہ بڑے زور و شور سے اس بات کے مدعی بنکر الخجم کے مقابلہ میں آئے ہیں کہ صحیح یعنی قطعی الصدور ہے۔

واقعی ہم بھی صا د کرتے ہیں کہ شیون میں کبھی ایسے لائق و قابل لوگ نہ ہوئے ہونگے جیسے ذوالکمال اور ان کے اعوان و انصار ہیں۔ خیر سنیے اور بغور سنیے ایڈیٹران شمس فرماتے ہیں بلکہ گوہر افشانی کرتے ہیں۔

”مگر آپ نے جو اعتراض کیا ہے“ اول تو لفظ صحیح یعنی قطعی الصدور کتب اصول حدیث میں انکو دکھانا چاہیے تو ایسی تقریر مضحک ہو کہ اہل علم کے نزدیک آپ قابل خطاب ہی نہیں رہتے کیونکہ صحت سند سے مقصود اصل تو یہی ہے کہ علم اسکا حاصل ہو کہ یہ قول قابل منسوب الیہ ہے۔ ورنہ ہزاروں روایتیں ہیں جو سند صحیح گروہ بیکار ہیں۔

دیکھئے تدریب الراوی میں علامہ سیوطی فرماتے ہیں و ذکر الشيخ یعنی ابن الصلاح ان ما رویا ہ او احدا ہ انہو قطعی بعینہ العلم القطعی حاصل فیہ صلا

یعنی شیخ ابن الصلاح نے ذکر کیا ہے کہ جس روایت کو بخاری و مسلم دونوں نے یا ایک نے روایت کیا ہو وہ قطعی اصحہ ہے علم قطعی اس سے حاصل ہے۔

علامہ محمد معین و اساتذہ الالباب میں فرماتے ہیں

تحریر کا جواب دینا چاہا۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے لا طائل جوابوں سے سوا اسکے کہ مجیب کی طبیعت اور اسکے دین و دیانت کا پردہ فاش ہو جائے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

مولوی دلدار علی مجتہد نے اس حدیث کا ایک جواب یہ دیا تھا کہ ”این حدیث از جملہ صحاح نہایت“ یعنی یہ حدیث ہماری صحیح حدیثوں میں سے نہیں ہے۔ مولانا حیدر علی صنانے منتهی الکلام میں حسباً حدیثیں اس حدیث کی صحت ثابت کی۔

مولوی حامد حسین صاحب نے استقصاء الانحاج میں بجواب اسکے رقم فرمایا کہ ”مولوی دلدار علی صاحب کی مراد اس حدیث کے صحیح نہ ہونے سے یہ ہے کہ یہ حدیث قطعی الصدور نہیں ہے۔“

الخجم میں اسکا جواب یہ عرض کیا گیا کہ یہ تاویل اس وقت قابل قبول ہو سکتی ہے جب صحیح یعنی قطعی الصدور ہونا کتب اصول حدیث سے دکھادیا جائے اور اگر یہ خاص اصطلاح مولوی دلدار علی صاحب کی ہو تو انہیں کی کوئی تصریح نقل کی جائے یا انکے دس میں استعمال اس قسم کے دکھادیے جائیں۔ ورنہ یوں تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ آسمان سے زمین مراد لے لے

تسک ابن الصلاح باصوۃ مشکہ مانی الصحیحین مقطوع
الصدور عن النبی لان الامة اجتمعت علی قورہ کلما اجتمعت
الامة علی قولہ مقطوع فانی الصحیحین مقطوع ۲۶۹

یعنی ابن الصلاح کی تقریر کو بصورت قیاس
یون بنا سکتے ہیں کہ جو کچھ صحیحین میں ہے وہ قطعی الصدور
ہے۔ کیونکہ امت نے اجماع کیا ہے اس کے قبول پر۔ اور
جس قول پر اجماع امت ہے وہ قطعی الصدور ہے۔ پس
جو کچھ صحیحین میں ہے وہ قطعی الصدور ہے۔

اب ایڈیٹر صاحب فرمائیں کی صحیح کا معنی قطعی
الصدور ہونا آپ کی کتب موصول حدیث سے ثابت ہو
یا نہیں ؟ کیا اسکی نسبت کہا جاسکتا ہے ”در نہ یون تو
ہر شخص کو اختیار ہے کہ آسمان سے زمین مراد لے“
کیونکہ ان عبارتوں سے آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گیا
کہ صحیح کی غرض اصلی یہی ہے۔ اور صحیحین کو ایسوجہ سے
دیگر کتب حدیث پر فوقیت ہے کہ اسکی حدیث قطعی الصدور
مانی جاتی ہیں۔

علامہ سیوطی تدریب الراوی میں لکھتے ہیں
قال امام الحرمین لو حلف انسان بطلاق امرأۃ ان ما
فی الصحیحین مما حکما بجمہ من قول النبی الزمۃ الطلاق
لا جماع المسلمین علی صحۃ حاکم
کہا امام الحرمین نے کہ اگر کوئی شخص اس طرح حلف

کرے کہ جو کچھ صحیحین میں ایسا ہے جسکی صحت کا حکم دیا
ہے۔ وہ قول نبی ہے۔ تو طلاق ہو جائیگا کیونکہ مسلمین
کا اجماع ہے اسکی صحت پر۔

شاہ ولی اللہ صاحب فی مبشرات النبی الامین
میں لکھتے ہیں فلما فرغ من الزیارة وما یتعلق بہا سأل
ان یرمی عنہ صحیح البخاری صحیح مسلم سمع الاجازۃ من النبی
فذكر صحیح مسلم ایضاً

یعنی شیخ عبد المعطی تونسلی جب زیارت سے فارغ
ہوئے تو رسول اللہ کا اجازہ لیا کہ صحیح بخاری و صحیح
مسلم کو ایسے روایت کریں حضرت نے اسکی اجازت دی
کیونکہ ایڈیٹر صاحب کیا اب بھی آپ کو شبہ رہیگا
کہ صحت کا معنی قطعی الصدور ہونا کتب اصول احادیث
میں موجود ہے ؟

رسالہ اثنتین کی عبارت تمام ہو گئی
بانہم ناظرین اس عبارت کو دیکھ کر سمجھ گئے ہوں گے
کہ اس میں کیا کیا لطائف ہیں مگر نظر توضیح کے قیام پر محتاج ہیں
(۱) اثنتین کے ایڈیٹر صاحبان کو چاہیے تھا کہ
اس مقام پر شیعوں کے اصول حدیث کی کتابوں کی عبارت
نقل کرتے۔ کیونکہ بحث مولوی دلداری علی صاحب کے کلام
کی مراد میں اور خاص ایک حدیث شیعہ کے متعلق تھی
مگر ان عالی دماغوں نے بجائے اسکے اہل سنت کی کتابوں

سے نقل کر دی۔ خیر اسکو بہت حسن ظن سے کام لیجیے تو بدحواسی سے تعبیر کیجیے۔

(۲) اہل سنت کی کتب سے بھی جو عبارتیں نقل کی ہیں ان سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ صحیح یعنی قطعی الصدور آتا ہو۔ ان عبارتوں میں جو کچھ بیا گیا گیا ہو وہ صحیح کے چند افراد خاص یعنی صحیحین کی احادیث کی نسبت ہی مطلق صحیح کی نسبت کچھ نہیں ہو کر کوئی شخص کسی خاص طبیب کی نسبت کہے کہ وہ عالم بھی ہو تو کیا اس سے یہ لازم آسکا کہ وہ طبیب کو یعنی عالم کہتا ہو؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (جو رسول اللہ ایک خاص فرد ہیں) خاتم الانبیا کہنے سے لازم آتا ہو کہ رسول یعنی خاتم الانبیا ہو۔ اور چونکہ حضرت موسیٰ عیسیٰ خاتم الانبیا نہیں ہیں اس لیے یہ کہنا جائز ہو جائے کہ معاذ اللہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ رسول نہیں ہیں۔

پس اسی طرح صحیحین کی حدیثیں صحیح کی ایک خاص فرد ہیں انکی نسبت کسی نے کہا کہ وہ قطعی الصدور ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحیح یعنی قطعی الصدور ہو جائے اور جو حدیث قطعی الصدور نہ ہو اسکی نسبت یہ کہنا درست ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہو۔

یہ ایک ایسی بات ہو کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہو۔ ایڈیٹران انفس کا ایسی صاف

صرح بات کو اس طرح غلط و غلط کرنا کسی طرح ان کی نافی پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ نہ یہ کہا جاسکتا ہو کہ انجم کی گرفت سے جو بدحواسی انپر طاری ہو اسکی وجہ سے وہ اسکی تمیز نہ کر سکے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ان عبارات سے اگر زائد از زائد ثابت ہو سکتا ہو تو صحیحین کی احادیث کا قطعاً صدق ہونا۔ نہ یہ کہ صحیح یعنی قطعی الصدور ہو۔ یا جب کسی حدیث کو کہا جائے کہ وہ صحیح نہیں ہو تو مطلب یہ ہو کہ وہ قطعی الصدور نہیں ہے۔

اب فرمائیے کہ اس حالت کو دیکھ کر کیا پھر کسی صاحب علم و عقل کی طبیعت اشس کے جواب دینے کی طرف ملقت ہو سکتی ہو؟ کیا ایسا ناحق شناس اور کج فہم کسی انسان کے نزدیک قابل خطاب ہو سکتا ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

صحیحین کی احادیث کے قطعی الصدور ہونے کا تذکرہ آگیا ہو اس لیے مختصراً اسکے متعلق بھی سن لیجیے اس بارے میں علما کے دو فریق ہیں بعض احادیث صحیحین کو قطعی الصدور کہتے ہیں اور بعض نہیں کہتے جو نہیں کہتے انکی دلیل یہ ہے کہ صحیحین کی احادیث بھی خبر احادیث اور غیر احادیث قطعی الصدور نہیں ہوتی مگر دراصل یہ اختلاف ایک قسم کا نزاع لفظی ہے۔ قطعیت

ایسے جوابات سے جو عذر گناہ بدتر از گناہ کے پوسے
مصدق ہین سکوت کرنا ہزار درجہ بہتر ہے مگر ناحق شناسی
جسکے خمیر میں ہوا سکوکیا عار ہو سکتا ہے
یہ نمونہ ہی الشمس کے مضامین کا۔ ایسے ہی مضامین
عالیہ سے ”انجم“ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل
کرنے کی ہوس ہے

این خیال ست و محال ست و جنون
حسد آدم کی بحث میں جبکہ سفاکش اغلاط مولوی
حامد حسین و مولوی دلدار علی کے ظاہر ہوئے ہین انکا
جواب ان یا وہ گوئیوں سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر
بھی ہم ان یا وہ گوئیوں کا جواب حرف بحرف دینے
کیلئے تیار ہین۔ بشرطیکہ ہمارا جواب بھی حرف بحرف
الشمس میں چھپے۔ ہم تو اب بعونہ تعالیٰ اس بات
پر آمادہ ہین کہ تحریری مناظرہ کی ہوس بھی شیعوں
کے دماغ سے نکال دین۔ مگر صورت اُسکی یہی ہے کہ بحث
کو بھی شیعہ حضرات پسند کرین اُس بحث کے متعلق
میری اور شیعہ علما کی تحریریں دونوں شیعوں کے کسی
موقت الشیوع رسالہ میں چھپین تاکہ شیعہ بھی دیکھیں کہ
اُنکے علما کی یہ کارگزاریاں ہین۔ اگر اسکو کسی شیعہ عالم
نے منظور کر لیا اور پڑ پڑا اس قسم کے چند تحریری مناظرے ہو گئے
تو سمجھ لیجئے کہ تحریری مناظرہ کا خیال بھی مٹ جائیگا۔

قطعیّت کی دو قسمیں ہین۔ ایک نظری دوسری
بدیہی۔ جو لوگ احادیث صحیحین کو قطعی کہتے ہین وہ
قطعیّت نظریہ مراویتے ہین اور جو انکار کرتے ہین وہ
قطعیّت بدیہیہ کا انکار کرتے ہین
مولوی حامد حسین بھلا اس نکتہ کو کیا سمجھ سکتے
تھے۔ انھوں نے استقصاء الانحزام کے شروع میں اس
مسئلہ میں ایک عجیب خبط کیا ہے۔

(۳) ایڈیٹر ان الشمس لکھتے ہین کہ صحت سند
سے مقصود اصلی یہ ہے کہ اگر
اس قول سے معلوم ہو کہ جو حدیث قطعی الصد
نہ ہو وہ بیکار ہے۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اگر یہی بات
ہو تو تمام دفتر حدیث بیکار ہو جائیگا۔ کیونکہ قطعی الصد
حدیثیں کمان ہین۔ ان اگر باب عقائد میں بیکار رہو
مرا دلیا جائے تو صحیح ہے مگر اس کو مطلقاً بیکار کرنا کیونکر
درست ہو سکتا ہے۔

آخر میں ایڈیٹر ان الشمس کی خدمت میں گزارش
ہے کہ اگر صحیح یعنی قطعی الصدور ہے تو براہ کرم مولوی
حامد حسین و نیز اپنے دوسرے علما کے اس قول کا
مطلب بیان کر دیجئے کہ ہر حدیث صحیح واجب العمل
بلکہ جائز العمل بھی نہیں۔ کیا اس کا مطلب ہے کہ حدیث
قطعی واجب العمل بلکہ جائز العمل بھی نہیں۔

عاشورہ محرم

سب لوگ حضرت امام حسین کی شہادت کو افسوسناک واقعے سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس شہادت کا باعث محض یزید کی دنیا پرستی اور قساوت قلبی تھی یا ہوا خواہان اہلبیت کرام یعنی شیعیان کو فہ کی جلد بازی اور بیوفائی۔

تقریباً تیرہ سو برس کے عرصہ بعید کے بعد اصلی واقعات و اسباب شہادت کا پتہ لگانا ہر چند دشوار ہے۔ تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ عام اہل اسلام کی جہالت اور علم تاریخ سے بے اعتنائی نے بھی بہت کچھ پردہ ڈال رکھا ہے۔

اسی طرح اس واقعہ ہائیکہ کی جو یادگار ہر سال عشرہ محرم کے موقع پر ہندوستان اور ایران میں جس رنگ میں منائی جاتی ہے۔ اسکی ابتدا و اصلیت کا پتہ بھی ابھی تک ہمارے تاریخ دان بزرگان ملت کے ذمے باقی ہے۔

خاکسار مہمیان نے واقعات کربلا کی تحقیق میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔

اور تاریخی واقعے کے متعلق زبانزد عوام ہیں اور بعض صورتوں میں ملت اسلام میں تفرقہ اندازی کے باعث ہو رہے ہیں۔ انکی تنقید کی جائے۔ اسی سلسلہ تحقیق میں عشرہ محرم کی یادگار کے متعلق بھی کچھ حالات معلوم ہو چکے ہیں جو اس مختصر میں ہدیہ ناظرین کرنا مقصود ہے۔

معتقدات مذاہب میں خوش اعتقادی بھی ایک عجیب چیز ہے۔ اسکی بنا پر ہر فرقے کو گنہ حق حاصل ہے کہ بدعات و مختصرات کو اصول دین میں شامل کر لے یا حقائق سے چشم پوشی کر کے اوہام و رسوم کا پابند بن جائے ممکن ہے اس یادگار کا جواز بھی کسی ایسے قرآنی یا سنت رسول یا کسی قول امام کی طرف منسوب ہو سکے لیکن اس میں شک نہیں کہ اسکے قیام میں ایک گروہ کی خوش اعتقادی کا بہت کچھ دخل ہے۔ ایسے اس بحث کو نظر انداز کر کے محالہ جہد کرتا ہوں۔ اور سر دست تاریخی طور پر اس یادگار کی اصلیت کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہوں۔

تواریخ اسلام میں مذکور ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کی سلطنت میں بعض اندرونی و خارجی وجوہات سے ضعف آگیا تو ایک خاندان جو آل بویہ سے مشہور ہے اور حبکو دیالہ بھی کہتے ہیں۔ معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے بڑا زبردست اور با اقتدار ہو گیا۔ یہ

خاندان ملوک عجم کی یادگار تھا۔ اور بزدل و جبر و بن شہر بار
کی اولاد ہونے کا مدعی تھا۔

سلسلہ ہجری میں حضرت امام زین العابدین
کی اولاد سے ایک صاحب حسن الاطوار و ش کے ہاتھ پر
یہ لوگ اترے اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ ایران و
خوستان وغیرہ ممالک میں انکو جیب پورا اقتدار حاصل
تھا۔ اس وقت خلفائے عباسی نے انکو اپنی امداد کے
واسطے بغداد میں طلب کر لیا تھا۔

خوش قسمتی سے ایک حد تک ان مددگاروں کو
خلفای عباسی کے دشمنوں کو جہان مغلوب کر نہیں
کا میابی ہو گئی۔ وہیں خود خلفان کے یہاں تک
منون احسان اور رہن منت ہو گئے کہ سارا خلافت
کا اختیار ان ہی کے ہاتھ میں ہو گیا۔ اور خلیفے برائے
نام خلیفہ رہ گئے۔

آل بویہ کے چشم و چراغ تین بھائی ہوئے ہیں
جسکا نام عماد الدولہ۔ رکن الدولہ۔ اور معز الدولہ
ہے۔ دو بھائیوں کا ذکر چھوڑ کر صرف معز الدولہ کا
ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ نفس مضمون کا تعلق اسی سے ہے۔
قاضی نور اللہ صاحب شہری مجالس المومنین
میں فرماتے ہیں کہ معز الدولہ بن بویہ کرمان اور خورستان
کو فتح کر کے بغداد میں گیا اور وہاں امیر الامرا بن گیا۔

اسی نے کشتی خلیفہ عباسی کو خلافت سے معزول کر کے
اسکی جگہ مطیع کو خلیفہ بنایا۔ اور جب پورا ابا اقتدار ہو گیا
تو اسنے باپ دادا کے عقیدے کا اظہار اور مذہب حقہ
ائمہ اثنا عشر کی ترویج کو شروع کر دیا۔ حکم دیا کہ بغداد
کی مسجدوں کے دروازوں پر اور علاوہ ازیں دوسری
سب عمارات پر لکھا جائے کہ لعن اللہ معویہ بن ابی سفیان
ولعن اللہ من غصبہ کا ولعن اللہ من منع ان یدفن
الحسن عند قبر جدہ و من نفی ابا ذر الغفاری و من اخرج
العباس عن الشیعی

اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے محکو حیا ملع ہوتی
ہی۔ علاوہ ازیں مطلب بھی قریب الفہم ہے۔ اسواسطے
نظر انداز کرتا ہوں۔

اسکے بعد لکھا ہے۔ چونکہ خلیفہ مطیع، معز الدولہ
کے حکم کے مطیع تھے۔ نیز وہ بھی اسی عقیدے کے گرویدہ
تھے۔ معز الدولہ کو کسی طرح منع نہ کر سکتے تھے۔ تاہم
بغداد کے اہل سنت لوگوں میں شورش عظیم برپا ہو گئی
اور جب رات ہو گئی تو ان کلمات سے بعض کو جو دیواروں
پر لکھے اور کھدے تھے انھوں نے مٹا دیا۔ لیکن
معز الدولہ نے حکم دیا کہ پھر لکھا کھدایا جائے۔ اس فتنہ
کی آگ یہاں تک بھڑکی کہ معز الدولہ با شہ گاہ الاسلام
بغداد کے قتل پر اتر آئے۔ مگر وزیر محمد بن فہبلی نے اس

کی کہ سوای معویہ بن ابی سفیان کے لعنت میں دوسرے
کا نام شامل نہ کریں اور انکی جگہ یہ عبارت درج کر دیں
لعن اللہ الظالمین لآل محمد رسول اللہ

خدا خدا کر کے اس وزیر کے سمجھانے سے شورش
ٹھنڈی ہوئی۔ معزالدولہ ۲۱ سال بغداد میں امیر الامرا
بلکہ خلیفہ اٹھنا تھا۔ آخری فترہ اصل عبارت کا یہ ہے
معزالدولہ بست و یکسال در بغداد امیر الامرا
بلکہ خلیفہ اٹھنا بود۔ مجالس المؤمنین مجلس ششم
میان ہمک مطالعہ کر لینے کے بعد امید ہے کہ معزالدولہ
کے اعلیٰ پوزیشن اور اسکے زبردست رسوخ کو ناظرین
نے بخوبی ذہن نشین کر لیا ہوگا۔

اسکے بعد معلوم ہو کہ اسی معزالدولہ نے ۱۳۵۰
اٹھارہ ماہ ذی الحجہ کو بغداد میں لوگوں کو حکم دیا تھا کہ
عید غدیر کی تقریب میں زینت اور خوشی کا اظہار کریں
اور اسی کے بعد لوگوں کو حکم دیا کہ عاشورہ محرم
کے دن دکانوں کو مقفل کر دیں۔ اور خرید و فروخت
سے باز رہیں۔ اور خراب لباس پہنیں اور زور سے
گریہ و نوحہ کریں۔ اور عورتیں نکلیں اپنے بالوں کو
پریشان کیے ہوئے زور منہ پر خاک مٹے ہوئے۔
اپنے کپڑوں کو چاک چاک کیے ہوئے۔ اور اپنے گالوں
پر ٹھاپے مارتی ہوں۔ خزانہ داری امام حسین کی خاطر۔

پس لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اہل سنت اس سے
مانع نہ ہو سکے۔ کیونکہ بادشاہ شیون کا طرفدار تھا
جب ۱۳۵۰ھ میں پھر ایسا ہی کیا گیا۔ تو
فریقین میں فتنہ پیدا ہو گیا۔ اور بہت مال غارت
نیز تاریخ اٹھنا سیوطی مطبوعہ مطبعہ محمدی لاہور کے
صفحہ ۲۴۵ خلیفہ مطیع کے حالات میں بعد ذکر کتبہ
مساجد و اجراء کے تعزیر داری امام حسین علامہ
سیوطی نے لکھا ہے

وہذا اول یوم یخ علیہ بغداد و استمرت

ہذہ الہدۃ السنین - صفحہ ۲۴۵

علامہ ازین سید اسید علی صاحب سابق
ہج ہائیکورٹ کلکتہ بالقابہ نے بھی اپنی تصانیف میں
صاف طور پر لکھا ہے کہ سب سے پہلے معزالدولہ
ہی نے عاشورہ محرم کے دن مراسم تعزیت
امام حسین کا اجرا کیا۔

دیکھو سپرٹ آف اسلام انگریزی پبلیکیشن
صفحہ ۴۶۱ - کلکتہ ایڈیشن انگریزی صفحہ ۲۸۵ - اور
صاحب موصوف کی تاریخ اسلام مترجم اردو مطبوعہ
وطن لاہور صفحہ ۲۳۲۔

نہاد م حسین خادم بھیڑی

بناتے ہیں - غلہ پیدا کرتے ہیں - مجھے بھی کھانے کو دیتے ہیں - میں تو اس کام کا بھی نہیں -

گائے - بھینس - بکری - میں انکا دودھ پیتا ہوں - بالائیان بناتا ہوں - مکھن نکالتا ہوں - وہی بناتا

ہوں - طرح طرح کے ذائقہ پاتا ہوں - جارون میں کچھڑی کا مزا انھیں کے دم سے ہوتا ہے کہ جب چرانے

بجائے ہیں تو سوار بھی ہوتے ہیں اور میں تو اس کام کا بھی نہیں - ہاں بچپن میں بندر جیسا ضرور تھا - وہ

بھی سب کو ستاتا ہے اور خوش ہوتا ہے - میں بھی ستاتا اور خوش بھی ہوتا تھا - وہ بھی لوگوں کی روٹی چھین چھپٹ

کھا جاتا ہے - میں بھی ہی کرتا تھا - وہ بھی کپڑے نوچتا تھا - میں بڑا شاق ہوں میں بھی کپڑوں کا دشمن تھا - وہ

بھی مکانوں کا ستیاناس کرتا ہوتا ہے - میں بھی کبھی مکانوں کی پشتوں پر ڈھیلے چسلاؤں - کرکٹ کے ڈنڈے

گاڑتا - کیلین گاڑتا - غرض کہ مکان کو چلانی کر دیتا تھا - وہ بھی درختوں پر مارا مارا پھرتا ہے - دوسروں کے باغوں

کے پھلوں کو کھاتا مگر کاٹ کاٹ کے پھینکتا زیادہ ہے - مجھے بھی درختوں کے پھلوں کو غارت کر نہیں بڑا مزا آتا تھا - انکا

بھی غول ہوتا ہے - میرا بھی غول تھا - اُنکے غول میں بھی دو ایک بڑے ہوتے ہیں - جو چھوٹوں کو شیطنت سکھاتے

ہیں - میرے غول کے بڑے بھی یہی کام کرتے - مگر ایک

میں راجہ

میرے دو تین بھولی رشتہ کے بھائی تھے - ہم سب ساتھ رہتے - ساتھ کھیلتے - ساتھ سوتے -

ایک دن ان میں سے ایک مدرسہ سے نجانے کیا پڑھ آئے کہ مجھے کہنے لگے - ہمارے تمہارے

باپ دادا گھوٹے تھے - گدھے تھے - بندر تھے - بھائی مجھ سے نہ سنا گیا - اور جلدی کے میں نے

کہہ دیا کہ جہان تک میری تمہاری پشتلی ہیں وہاں تک تمکو اختیار ہے اُس سے آگے نہ بڑھنا - اور سچ چ

اُس وقت اپنے آپ کو بھی میں آدمی جانتا تھا - وہ بچپن کا زمانہ تھا گزر گیا - میں نے بھی میرے

زینے پر قدم رکھ بھائی باپ دادا کو تو میں کچھ کہتا نہیں - اور نہ اتنی مجھے چھٹی ہے نہ بچار - اپنے دم کی

سوچتا ہوں تو بھائی نے سچ کہا تھا - ارے میں تو سچ مچ جانور سے بھی بدتر ہوں - دیکھو - گھوٹے

ہاتھی اُونٹ - گدھے - بیل - کیسے کام کے ہیں - پیر کو مار ہو کر سفر ہوتے ہیں - مال لادتے ہیں - لڑائیاں

فتح ہوتی ہیں - زمین جیتتے ہیں - انکے گوبر کی پاش

بات ہو کہ بندر کی کھوپری لوگ زچہ خانے میں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے بچے کو بیماری نہیں ہوتی۔ مگر میری کھوپری تو اس کام کی بھی نہیں۔

جب بیاہ ہوا اور دو کے چار پانوں ہوئے تو میری حالت کتے سے ملنے لگی۔ وہ بھی در در روٹی کی واسطے گھومتا ہر ایک کھانی والے کا منہ کتا۔ جسے چمکا را اس کے قدموں پر لوٹنے لگتا ہے۔ میں بھی در در دوڑنے لگا۔ ہر ایک کا منہ تکتے لگا۔ ہر ایک کے قدموں پر لوٹنے لگا۔ گردہ اپنے روٹی دیوا کا وفادار ہوتا ہے۔ جس در پر اسے پہلے روٹی پائی اسکو نہیں چھوڑتا۔ دن بھر کہیں جائے کہیں پڑے۔ کبھی منہ تگے مگر رات کو اپنے مالک ہی کے گھر پر دم لیتا ہے اور رات رات بھر جاگ کچھ کے اپنے ہی گھر کی حفاظت کرتا ہے مجھے تو یہ بھی نہیں ہوتا۔ دن بھر دوڑتا رات بھر سوتا ہوں نہ مال کی حفاظت نہ مالک کا خیال۔

جب لڑکا ہوا۔ چار کے چھ پانوں ہوئے۔ ادھر ادھر دوڑتے دوڑتے میں تھکا کھ گیا۔ تو میری حالت مکرٹے سے ملتی جلتی ہو گئی۔ وہ بھی دن رات اپنے جلے کی تباہ کاری میں تھا ہر پھیلتی سیلحہ نہ تو لگا۔ مکر لوگ کہتے ہیں کہ کوئی کے پیٹ میں پارہ بھر کے کیسا بنتی ہے۔ اور میں تو اس کام کا بھی نہیں۔ پھر آخر میں کس کام کا ہوں۔

کتابوں میں بھی لکھا ہے اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ میں

سب جانوں کا راجہ ہوں مگر مجھے تو اپنے میں آدمیت ہی کی کوئی بات نہیں معلوم ہوتی۔ پھر جہٹ کیسی؟ کچھ نہیں۔ یہ سب میری اپنی بنائی باتیں ہیں۔ آپ ہی کتابوں میں بھی لکھی ہیں اور خود ہی دھندھو لہٹیا پھرتا ہوں۔ مگر پھر آخر قرآن۔ پوران۔ وید۔ یہ تو میری بنائے نہیں ہیں۔ ان میں کیوں لکھا ہے؟

بھائی میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا ہے کہ مجھ میں کیا ہے اور میں کیوں راجہ ہوں۔ کیا اس وجہ سے کہ چڑیا جرن۔ بکری۔ گائے کو مار کے۔ پکڑ کے اپنا پیٹ پالتا ہوں تو شیر۔ بھیریا۔ باز۔ جبرہ۔ بھی ہی کرتے ہیں۔ میں تو جال بندوق۔ غیل۔ بغیر کچھ نہیں کر سکتا وہ اسکے بھی محتاج نہیں پھر مجھ میں کیا ہے۔ اور میں کیوں راجہ ہوں۔

کیا میں دن رات بک بک کیا کرتا ہوں۔ آپس میں لڑا کرتا ہوں۔ اس سے میں راجہ ہوں۔ طلسم۔ مینا۔ مجھے زیادہ پیاری باتیں کرتے ہیں۔ وہ کیوں راجہ نہیں کہتے۔ بند لڑتے خوب ہیں۔ میں اپنے سگے بھائی بنوں تک سے لڑتا ہوں۔ کتے بند اپنے محلہ والوں اور جتھے تک کاٹنے میں بھی خیال رکھتے ہیں وہ کیوں راجہ نہیں ہزا۔ سوچتا ہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا شاید میں جہاز بنا لیتا ہوں۔ اسپر ٹیلہ۔ ارا سمندر چھانٹتا ہوں۔ ریل بناتا ہوں اسپر ٹیلے زمین کے سب سے

اگر ایسے کام کروں جس سے مالک کی عنایت مجھ پر نہ ہو۔
راجہ، نہیں تو پرچون سے بدتر۔

میرے بڑوں نے یہی کیا تھا۔ جسکا کھاتے تھے
اُسکا گاتے تھے۔ اگر تھوڑی دیر اپنے جی کو سکھ دیا۔ تو
باقی رات و دن مالک کے خوش کرنیکی فکر رکھی۔ اگر کھاتے
تھے تو اُسکا حکم بجائے کو۔ اگر روتے تھے تو اُسکے خوش کرنیکو
اگر دیتے تھے تو اُسکے نام پر۔ اگر خرچتے تھے تو اُسکے کام پر۔

غرض جو کرتے ایسا کرتے جس سے مالک خوش ہو جیسی
مالک نے اُنکو راجگدئی پر بٹھایا۔ اور سب جانوں کو
اُنکا پر جانا بٹھایا۔

اب اگر میں اپنے بڑوں کی راہ پر چلوں۔ اپنے
مالک کو خوش رکھوں تو سپوت ہوں۔ راجگدئی پاؤں
نہیں تو پرچون سے بدتر۔

معاف کرنا۔ میرے جی پر جو بیٹھی وہ میں نے کھدی
کوئی بُرا نہ مانا۔ اور کسی سے گلا نہ کرنا۔ ایک پرچا
کی بکواس کا گلا ہی کیا ہے؟

راقم۔ مست دانا۔

خریداران النجم
خدا پر اسی ضرورت پر فرما دیا کہ میں۔ ورنہ عدم
تعلیل کی شکایت معاف۔

ناپتا پھرتا ہوں۔ تاہم برقی لگا لیتا ہوں۔ یہاں سے بیٹھے
بیٹھے کو سون خبر بھیج دیتا ہوں۔ ہوائی جہاز بنا لیتا ہوں
اُسپر بیٹھکے اڑا اڑا پھرتا ہوں۔ اسوجہ سے مہاجر ہوں۔
اگر نہیں۔ دیکھو تو میرا بغیر ان سب چیزوں کے کچھ کام ہی
نہیں چل سکتا۔ مجھ سے تو جانور کمین اچھے۔ جسکو
ان سب چیزوں کی حاجت نہیں۔ پھر میں کیوں سب کا
راجہ ہوں۔

اگر میرے پاس بنا۔ لال۔ چاندی۔ سونیکے ٹھیر
صندوق کے صندوق بھرے ہوئے ہیں۔ تو زمین اور
پہاڑوں کے پاس مجھ سے کمین زیادہ یہ سب چیزیں
ہیں کہ میں نے انھیں سے چھین کھسٹ کر تاج جمع کر لیا ہے
مگر اُنکے پاس اب بھی کمی نہیں۔

بڑی بڑی کتابوں میں بھی لکھا ہے اور لوگ بھی کہتے ہیں
کہ میرے پاس عقل ہے۔ اس سے کام لیکے میں سچاؤ کو
اپنا پر جانا لیتا ہوں۔ اسیلے میں سبکا راجہ ہوں۔ مگر
اپنی اپنی حاجت بھر مجھے تو سب کے پاس عقل معلوم ہوتی ہے
جتنی جسکو حاجت اُتنی اُسکے پاس عقل۔ تو وہ اچھے
جسکو حاجت ہی کم ہے یا وہ جسکو حاجتیں تو بہت اور اُنکے
واسطے عقل کی روشنی ڈھونڈتے پھر رہے۔

اجی کچھ بھی نہیں۔ گرو کی ٹھیک ہے۔ جسپر مالک
کی عنایت ہو۔ میں راجہ بھی ہوں اور پرچا بھی

لوائح لیلیہ

عنوان مذکورہ بالا ایک سالہ کا نام ہے جو ابھی حال میں شائع ہوا ہے۔ چھوٹی تقطیع پر تقریباً تین جرم کا سالہ ہے۔ کوئی صاحب مولوی مرتضیٰ بن الکی تالیف ہے۔ سروق میں لکھتے کی تعریف اور انکے القاب چھ سطر میں مذکور ہیں اور انکا فلسفی ہونا بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ خود انکے طرز تحریر سے بھی مستنبط ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فلسفہ کا ماہر سمجھتے ہیں۔

مولف نے اس سالہ میں صحیفہ سجادہ کی چند عاؤں کی شرح کی ہے۔ صحیفہ سجادہ شیعہ مذہب میں ایک بڑی معتبر کتاب ہے۔ امام زین العابدین کی طرف منسوب ہے۔ شیعوں نے اسکو زبور آل محمد کا لقب دیا ہے۔

شرح کا رنگ فلسفیانہ ہے۔ کہیں کہیں حضرات ضوئے کلام سے بھی استراق کیا ہے۔ شرح عربی زبان میں لکھی ہے۔ اس مقام پر مجھے فلسفہ کے متعلق انکے اغلاط کا

اظہار منظور نہیں ہے۔ اس سالہ کو دیکھ کر یہ بات اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہے کہ شیعوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو مذہب کے بجا تعصب سے خالی ہو اور رد اہل سنت پر شفیقہ و شیدانہ ہو۔ جو لوگ بظاہر مذہبی رنگ سے جدا معلوم ہوتے ہیں انکی بھی اس مادہ خاص میں وہی حالت ہے جو

دن رات اسی بحث میں رہنے والو کی ہوتی ہے۔ لقب تو فلسفی ہے۔ مگر خیالات کی تاریکی ویسی ہی ہے۔ مباحث حکمت کے اپنے کو ماہر سمجھتے ہیں مگر لجاج و لہذا کی حالت ہو رہی ہے۔ اس سالہ کے صفحہ ۴۱ میں اپنے ٹکون الجبین کی کیفیت لکھتے ہوئے تفسیر کبیر سے وہ حدیث نقل کی کہ فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ کریمہ فقبارک اللہ حسن النحلقین کا نزول اس طرح پر ہوا کہ جب کریمہ تم خلقنا المنطقہ الی قولہ خلقا آخر۔ نازل ہوئی تو میں نے کہا فقبارک اللہ احسن النحلقین ہیں سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت یوں ہی نازل ہوئی ہے۔

مولف صاحب اس حدیث کو رد کرنا چاہتے ہیں فرماتے ہیں روى العلامة الرازى فى تفسير الكبير سنن ابن فضال العجب منه كيف يؤمن بها۔ یعنی امام رازی نے تفسیر کبیر میں یہاں دو روایتیں لکھی ہیں جنسے مجھکو حد درجہ کا تعجب ہے کہ انہر کیونکر یقین کیا جائے۔ آپ اس روایت پر اپنی جدت نظر سے چند اعتراضات

دارد فرماتے ہیں
اول یہ کہ فقبارک اللہ احسن النحلقین پوری آیت ہے یا جز کسی آیت کا؟ اگر پوری آیت ہے تو لازم آیا کہ ایک بشر نے کلام خدا کے شل کلام کہ دیا۔ گواہیک آیت ہی سہی۔ حالانکہ اسپر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ کتاب اللہ

کی ہر آیت معجزہ ہو کوئی اسکے مثل نہیں بنا سکتا۔ پس نیقت
عمر یہ ایسی ہے جس سے قرآن کے اعجاز میں قدح ہوتی ہے
اور اگر یہ پوری آیت نہیں ہے بلکہ ضمیمہ ہے ماقبل کا ہے تو کیونکر جائز
ہو گا کہ اللہ ایک ناقص آیت نازل کرے اور اسکو عمر یا او کوئی شخص
پورا کرے اور اس کے اللہ جل شانہ کے در بیان میں تواور ہو جائے
اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں کہ آپ نے
کبھی آیت ناقصہ زبان سے نکالی ہو؟

جواب اسکا یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں کوئی
خرابی لازم نہیں آتی۔ اگر آیت کاملہ ہو تو اسلیے کہ تعدی
ایک آیت کے ساتھ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک سورۃ کے ساتھ
ہوتی۔ جس میں کم از کم تین آیتیں ہوتی ہیں۔ پس اگر مثل
محال ہے تو تین آیتوں کی۔ اور اعجاز قرآنی میں اگر قاذب ہو
ہو سکتی ہے تو شاکت میں آیتوں کی۔ اور اگر آیت سابقہ کا
جز ہو تو اسلیے کہ یہ محض بے دلیل دعویٰ ہے کہ پوری آیت
سے کم کبھی نازل نہیں ہوئی۔ و صح نزول وغیر اولی الضر
وحد ہا وہی بعض آیت کو کہہ اقولہ وان ختم علیہ الی آخر الایۃ
وہی بعض آیت (انفاق)

اب رہا یہ کہ حضرت عمر نے اس آیت کو پورا کیا۔
یہ مولف صاحب کا ذہنی مضمون ہے۔ روایت میں مضنون
نہیں ہے۔ بلکہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت صح
انبار کا اسد احسن الخالقین کے نازل ہو چکی تھی۔ حضرت عمر

نے خفا آخر تک سن کر آئندہ الفاظ کے سنے بغیر فقار
اسد احسن الخالقین کہہ دیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ
یون ہی نازل ہو چکی ہے۔

الفاظ روایت یہ ہیں۔ قلت قتلہا کہ اسد احسن
الخالقین فقال کہذا نزلت۔

نیز اس واقعہ کا نام تواور رکھنا بھی مؤلف ہی کی
ایجاد ہے۔ ہاں یہ کہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت شریف کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
قلب کو ایک ایسی قوت عنایت ہوئی تھی کہ وحی الہی
کا انکاس آپ کے قلب مبارک پر ہو جاتا تھا

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تفسیر کبیر کی منقولہ روایت میں
یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عمر نے کہا و افقنی ربی فی اربع یعنی
میرے پروردگار نے چار موقع پر میری نفقت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ
کی طرف نفقت کی نسبت کرنا اپنے کو خدا کا اور خدا کی نفقت
کرنا خود کو خدا چاہی تھا۔ و افقت ربی یعنی میں اپنے رب کی نفقت
ہو اب یہ ہے کہ مولف کی وسعت نظر نہ و تأیید قبل تحسین
انکو خبر نہیں کہ روایات میں و افقت ربی اور و افقت ربی دونوں متعول

ہیں بلکہ بخاری کی ایک روایت میں و افقت ربی اور و افقت ربی
شاک کے ساتھ منقول ہے۔ پس شیک اوہن کی طرف ہے لہذا
ضمیمہ کرنا ممکن نہیں کہ حضرت عمر کے اصلی الفاظ کیا تھے
پس اگر بالفرض کفر عن المحال اس لفظ میں کچھ

فرمانی تھیں پوری ہوں۔

اسمہ مجری میں مدینہ آنے سے
ایک مہینے بعد نماز (ظہر عصر عشا) میں
چار رکعتیں کر دی گئیں اور اس سے
پہلے (ان میں بھی) دو ہی دو رکعتیں تھیں

اسی اسمہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز جمعہ پڑھی جب آپ قبائے مدینہ چلے
تو آپ نے اثنائے راہ میں قبیلہ بنی سالم کے بیان
جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ تھا جو پڑھا گیا اور آپ نے
اس وقت خطبہ بھی پڑھا اور یہ اسلام میں پہلا
خطبہ تھا اور اسی اسمہ میں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد (مقدس) بنائی
اور اپنی ازواج کے مکان تعمیر فرمائے اور مسجد
قبائے تعمیر کی۔

اسمہ میں رمضان میں غزوہ بدر عظمیٰ ہوا
اور اسی اسمہ میں شعبان میں رمضان کے
روزے فرض کیے گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فطرہ کا حکم دیا اور اسی اسمہ
میں شعبان ہی میں قبلہ بلا گیا بجائے بیت المقدس
کے کعبہ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ (تحويل قبلہ)

رجب میں ہوئی اور اسی اسمہ میں عید
دو دن پہلے صدقہ فطر واجب کیا گیا اور اسی
اسمہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے مدینہ میں قربانی کی اور آپ لوگوں کو سیکر
عید کی نماز پڑھنے گئے اور دو بکریاں اپنے
ہاتھ سے ذبح فرمائیں اور بعض کا قول ہے
کہ ایک بکری۔

اسمہ میں شوال میں غزوہ احد ہوا اور
اسی اسمہ میں اور بعض کا قول ہے کہ
اسمہ بیع الاول میں شراب حرام کی گئی۔

اسمہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف پڑھی
اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اسی اسمہ میں (مسما
کے لیے) نماز قصر کا حکم دیا گیا اور اسی اسمہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی
اور یہودیہ کو شگسار کیا اور قصاص کا سٹورہ
اور اسی اسمہ میں تمیم کی آیت نازل ہوئی۔

اسمہ میں ذیقعدہ میں پردے کی آیت
نازل ہوئی اور اسی اسمہ میں مدینہ میں
زلزلہ آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ عزوجل تمکو ستیہ کرتا ہے پس تم متنبہ

ہو جاؤ۔ اور اسی منہ میں غزوہ خندق ہوئی۔
 منہ میں غزوہ بنی مصطلق میں افکے الوت
 نے انفرابہ دازی کی اور اسی منہ میں
 منافقون کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول
 نے کہا تھا کہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجننا الی عذر
 منها الا ذل۔ اور اسی منہ میں آفتاب
 میں گرہن پڑا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 نماز کسوف پڑھی اور یہی پہلی نماز کسوف ہے جو
 پڑھی گئی اور اسی منہ میں ذیقعدہ میں سوال خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا عمرہ کیا اور درخت
 کے نیچے بیعت الرضوان کی اور اسی منہ
 میں لوگوں پر قحط پڑا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے پانی برسنے کی دعا کی چنانچہ پانی برسنے لگا
 اور لگاتار برس پھر آپ سے ایک شخص نے کہا
 کہ یا رسول اللہ (پانی کی کثرت سے) راستے بند
 ہو گئے مکانات گر گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا اللہم جو الینا ولا علینا چنانچہ بارش
 سے بہت گیا اور اسی منہ میں رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے درمیان میں ساق
 کرائی تو ایک عرب کا اونٹ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ (نامی) سے سبق لیگیا

اور اس سے پہلے کسی کوئی اونٹ اس سے سبق
 نہ لے گیا تھا۔ یہ بات مسلمانوں پر بہت شاق ہوئی
 تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ حق پر ہے
 کہ دنیا میں جس چیز کو بلند کرے اسکو پست بھی کرے
 اور اسی منہ میں آپ نے طہود و ذکر کرائی
 تو حضرت صدیق اکبر کا ایک گھوڑا سبق لیگیا اور
 انھوں نے انعام لیلیا اور یہ سب سے پہلی طہود
 تھی جو اسلام میں ہوئی۔

منہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عمرہ حدیبیہ کی قضا کا عمرہ کیا کیونکہ احدیبہ و
 سال میں) مشرکین نے آپ کو (عمرہ سے) روک
 لیا تھا پس اس عمرہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم اور تمام مسلمانوں نے اصطباغ کیا اور مل گیا
 اور یہ سب پہلا اصطباغ اور مل تھا جو اسلام میں
 ہوا اور اسی منہ میں جنگ خیبر ہوئی اور
 اسی منہ میں ایک (یہودی) عورت نے
 جس کا نام زینب تھا وہ سلام بن مشکم کی بی بی تھی
 اسلہ اصطباغ چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اس کا ایک سر
 داہنے شانے سے اُتار کر داہنی بغل کے نیچے سے غزال کر
 بائیں شانے پر ڈال لے۔
 لے شانہ ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب اکھڑ چلنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا۔ ایک بکری (کے گوشت) میں زہر ملا کے ہدیہ آپ کے پاس بھیجی تھی آپ نے اُسے کھالیا تھا اور اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی اور بادشاہ غسان (نام مقام) اور ہودہ بن علی کی طرف سفارت بھیجی اور اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے لیے) مہربوائی اور جو خطوط بادشاہوں کو بھیجے ان پر وہ مہر کی اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پالے ہوئے گدھوں کے گوشت کو حرام فرمایا اور اسی سنہ میں خیبر کے دن رتوں سے متعہ کرنے کو بھی حرام کر دیا۔

۸۔ تحقیق یہ کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی پہلے جنگ خیبر میں جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ میں جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے۔ پھر جنگ ادھاس میں کہ وہ بھی شہر ہجری کا واقعہ ہے اور اسی جنگ ادھاس میں تین دن کے بعد پیشہ کیلئے حرام کر دیا گیا۔ تمام اہل اسلام کا سپر اتفاق ہو گیا صحابہ کبار، تابعین، فقہاء، محدثین، صحابہ بن مرون ابن عباس پہلے بحالت نظر اور متعہ کو جائز سمجھتے تھے مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا کہ متعہ مستعمل بدی سے انکار کیا تو انھوں نے اپنے قول سے رجوع کیا انھار جب کہ کتابا حدیث و فقہ میں مذکور ہے انھار فقہ جلد ثم ص ۱۰۰

۸۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر بنایا گیا اور اس پر آپ نے خطبہ پڑھا اور (اس سے پہلے) آپ ایک ستون سے تکیہ لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے پس (جب آپ اُسے چھوڑ کے منبر پر تشریف لائے) تو وہ ستون رونے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے اُس (کے رونے) کی آواز سنی پس آپ منبر سے اتر کے اُسکے پاس گئے اور اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھ دیا وہ چپ ہو گیا۔ اور یہ پہلا منبر تھا جو اسلام میں بنایا گیا۔ اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور طائف کا محاصرہ کیا اور اس پر منجنیق نصب کیا اور یہ پہلا منجنیق تھا جو اسلام میں نصب کیا گیا۔

۹۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک اُنکے پاس نہ جائینگے اور یہ قصہ مشہور ہے اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد بنائیں فدا بن بزرگ (مراح) ایک رسی ہوتی ہے جسکے سرے پر کچھ بانہ ہوتا ہے اس میں پتھر وغیرہ رکھ کر کشتکاروں کو چٹوون سے کھیت کی حفاظت کرتے ہیں جس کا ہمایا کو پس کہتے ہیں اسی وضع کا قدیم زمانہ میں لڑائی کا ایک دھارہ ہوتا تھا جو قریب قریب کا کام دیتا تھا بڑے بڑے پتھر اس سے پھینکے جاتے تھے

حضرت ابو بکر کو جو مدینہ میں تھی گروا دیا یہ سجدنا فقون نے
بنوائی تھی اسکا پدم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
تبوک سے واپس آنے کے بعد ہوا اور اسی سنہ
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر طرف
سے وفود آئے اور اسی وجہ سے اس سنہ کا نام
سنۃ الوفود رکھا گیا اور اسی سنہ میں شعبان
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عُمیر عجلانی اور
اسکی بی بی کے درمیان میں عصر (کی نماز کے) بعد
اپنی مسجد میں لعان کرایا اور (وجہ اسکی یہ ہوئی کہ)
عومیر تبوک سے لوٹ کے آئے تو انھوں نے اپنی
بی بی کو حاملہ پایا۔ اور اسی سنہ میں شمال
میں عبداللہ بن ابی بن سلول منافق مر گیا اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے جنازہ کی
نماز پڑھی اور اسکے بعد کسی منافق کی نماز نہیں پڑھی
کیونکہ (اسکے بعد ہی) اللہ تعالیٰ نے آیت نازل
فرمادی وَلَا تَقْرُبُوا عَلٰی اَھْلِکُمْ مَا تَنْهٰی عَنْہُ ۚ اُولٰٓئِکَ
ہیں

سنہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ابو بکر کو امیر حج بنایا انھوں نے لوگوں کے
ساتھ ساتھ گیا اور حضرت علی بن ابی طالب کو حکم دیا
کہ سورہ برأۃ مشرکوں کو سناوین اور انکا عمدہ
انھیں واپس کر دین اور یہ (اعلان کر دین) کہ
اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور
کوئی برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف نہ کرے اور یہی آخری
حج تھا جو مشرکوں نے کیا۔

سنہ میں آیہ لَیْسَ اَدَکُمُ الْمَدِیْنَةُ اِلَّا اَمْنًا
والذین لم یسلطوا حکم منکم ثلاث مرات ۖ نازل ہوئی۔
اس (آیت کے نازل ہونے) سے پہلے لوگ ایسا
نہ کرتے تھے اور اسی سنہ میں رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ
کہ آپ نے اسی حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سو ا اسکے کوئی حج
نہیں کیا۔

سنہ میں عرب برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرنا افضل سمجھتے تھے۔
سنہ میں کعبہ کے گرد لوندی غلام اور غلامیہ وہ بچے جو مان پڑھے
ہوئے (تھیں) پاس آئیے تو تین تین میں تم اجازت طلب کریں
(جب تم اجازت دو تو آوین)
سنہ میں اختلاف کیا کہ آپ نے صریح کیا تھا یا قرآن یا تسبیح (کیونکہ علم)

سنہ میں جو فوجی وفد کے معنی قاصد یہ لوگ اپنی اپنی قوم کی طرف
انہیں سلام کی خبر دینے اور ضروریات دین کا علم حاصل کرنے آتے تھے
سنہ میں مرد اپنی عورت کو قتل لگائے اور کوئی گواہ نہ ہوا تو حکم ہوا کہ ان
دونوں نے نفس مطلق پر قسم لیکر تفریق کر دیجائے۔ اسی کو لعان کہتے ہیں۔
سنہ میں ترجمہ اور جو کوئی ان میں سے مر جائے تو آپ کو جنازہ کی نماز پڑھیں

سنہ میں اختلاف کیا کہ آپ نے صریح کیا تھا یا قرآن یا تسبیح (کیونکہ علم)

معجزات کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شش انبیاء سابقین کے اپنی قوم کو معجزات دکھائے۔ اور چونکہ آپ شرف الانبیاء ہیں اس لیے آپ کے معجزات بھی سب اعلیٰ و اشرف ہے۔ چونکہ آپ کے معجزات کا جاتا تقویت ایمان کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اس لیے معجزات کے بیان میں کچھ بسط دیا جاتا ہے۔ تاہم اختصار و ایجاز ملحوظ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان معجزات کا بیان ایک نقشہ کی صورت میں کیا جائے۔

بیچ	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
۱	قرآن مجید	<p>سب اعلیٰ و اشرف معجزہ آپ کا قرآن مجید ہے۔ جو اب تک ہمارے ہاتھوں میں باقی ہے اور تاقیامت باقی رہیگا۔ یہ ایک زندہ معجزہ ہے۔ جو خود ہزار ہا معجزات پر شامل ہے۔ واضح رہے کہ قرآن مجید میں کئی قسم کا اعجاز ہے۔</p> <p>اول بوجہ بلاغت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اُمی محض ہونے اور مشق شعرو سخن سے نا آشنا ہونے کے اس مجمع فصحا و بلغا میں کہ بڑے بڑے قصید و نکائی البتہ تصنیف کرنا اور طول طویل خطبہ نکلانے تامل انشا کرنا جتنا روزمرہ تھا۔ اسکی فصاحت و بلاغت (ما فوق الفطرۃ) کا اعلان دیا۔ اور فاتوا سورۃ من شلہ کا ذکر کیا۔ پھر انکو جوش بھی دلایا گیا کہ وان لم تفلحوا ولن تفلحوا پھر انتہائی کی گئی کہ من اجنت لانس و ابن عسے ان یا تو ایشل ہذا القرآن لایا توں بشلہ و لو کان بعضہم بعضا سیرا۔ مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی۔ اور کوئی شخص سورۃ انا اعطینا کا بھی شل نہ بنا سکا۔</p> <p>قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں کہ باعتبار بلاغت کے قرآن کریم میں سات ہزار سے زیادہ معجزے ہیں۔ کیونکہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورۃ انا اعطینا کے ہے معجزہ ہے اور سورۃ انا اعطینا میں دس لفظ ہیں۔ اور پورے قرآن میں ستر ہزار سے</p>

مختصر کیفیت جو اذکت اب

نام معجزہ

نمبر

زائر الفاظ ہیں۔

دوسرا عجیب و غریب عدم اختلاف کے ہے۔ جیسا کہ فرمایا ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ عدم اختلاف ایک بہت وسیع لفظ ہے اس کے کئی معنی ہیں۔ ایک معنی یہ ہیں کہ زمین باہم تنافض نہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کے مخالف نہیں۔ کلام بشر اس سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ اس میں ہر قسم کا کمال اپنے مقاصد کمال پر ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کسی قسم کا کلام کامل ہو کسی قسم کا کامل نہ ہو۔ کلام انسانی کی یہ حالت نہیں ہو سکتی اس کے کلام میں اختلاف کا ہونا لازم ہے۔ جس چیز سے اس کی طبیعت کو مناسب ہو اس چیز میں اس کا کلام کامل ہوگا دوسری چیزوں میں ناقص ہوگا۔ کسی کا کلام رزم میں اچھا ہے تو بزم میں وہ کیفیت نہیں۔ پند و نصائح میں اچھا ہے تو اور چیزوں میں ویسا نہیں۔ سیاست و جہانداری کے آداب اچھے بیان کر سکتا ہے تو عزت و گوشہ نشینی کے طریقے دیے نہیں بیان کر سکتا۔ قرآن میں اس قسم کا بھی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرے معنی عدم اختلاف کے یہ ہیں کہ اختلاف حالات کی وجہ سے ہو جایا کرتا ہے مثلاً انسان کمزور ہوتا ہے۔ بیکسی کی حالت ہوتی ہے۔ دشمنوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس وقت اور قسم کی باتیں اس کی زبان سے نکلتی ہیں۔ جب اس کو قوت و شوکت حاصل ہو جاتی ہے دشمنوں کا خوف نہیں رہتا ہے۔ اس وقت دوسری قسم کی باتیں اس کی زبان سے نکلتی ہیں۔ پہلی حالت میں ملاحظت اور نرمی کی باتیں کہتا ہے اور دوسری حالت میں جلال و جبروت سے خطاب کرتا ہے۔ قرآن کریم اس اختلاف سے بھی پاک ہے۔ قبل ہجرت کا زمانہ جو ایک عجیب نازک و پرخطر زمانہ تھا نہ کوئی

تبر شہار	نام مجوزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
		<p>یار تھانہ یاور۔ نہ فوج تھی نہ لشکر۔ ہر طرف دشمن ہی دشمن تھے اور سب جان کے خواہان خون کے پیاسے۔ ایسے نازکے وقت میں جو آیتیں نازل ہوئی ہیں ان میں جس جلال و جبروت کے ساتھ کافروں سے خطاب کیا گیا ہے بعد ہجرت کی آیتوں میں جبکہ ایک قوت و شوکت اور اعوان و انصار کی کثرت تھی اس سے شہد برابر بھی ملتی تھیں۔</p>
		<p>سورہ اقرآمین (جو مکی ہے) ابوجہل سے جو سردار قریش تھا۔ یوں خطاب کیا گیا کہ کلائن لم یتہ لنفسعا بالاناصیہ ناصیہ کا وہ خاطمہ فلیدع نادہ سندع الزبانیہ یعنی اگر ابوجہل حضرت کی ایذا رسانی سے باز نہ آئیگا تو ہم ضرور ضرور اُسکو پیشانی کے بھل گھسیٹیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطا کا ہے۔ پس اُسکو چاہیے کہ اپنی تمام مجلس کو مدد کے لئے پکارے۔ ہم بھی زبانہ نام فرشتہ کو باتے ہیں۔</p> <p>اسی طرح مکی آیتوں میں جبجا ارشاد ہوا ہے۔ تنبیہ و تہدید کا کوئی دقیقہ اٹھانیں رکھا گیا۔ دنیا میں اُنکو تحریف کی گئی اور آخرت کے عذابوں سے بھی اُنکو ڈرایا گیا ہر فی سورتوں میں کوئی بات اس زیادہ نہیں۔</p> <p>اسکے علاوہ عدم اختلاف کے اور بھی مطلب ہیں اور کسی مطلب کے اعتبار سے قرآن کریم میں اختلاف نہیں ہے۔</p>
		<p>مجدد</p> <p>تیسرا اعجاز قرآن مجید کی پیشین گوئیوں کے اعتبار سے ہے۔ یہ اعجاز بھی قرآن کی بہت سی آیتوں میں ہے۔ منجملہ اسکے چند پیشین گوئیاں اس مقام پر ذکر کی جاتی ہیں۔</p> <p>(۱) پیشین گوئی متعلق فتح خیبر آیہ واثما بهم فتحا قریبا و فغانم کثیرہ میں۔</p> <p>(۲) پیشین گوئی متعلق عمرہ القضاء آیہ لنتعلن المسجد الحرام نشاءا منین میں</p>

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
		<p>(۳) پیشین گوئی متعلق فتح فارس و روم کریمہ و آخری لم تقدروا علیہا۔ اور کریمہ ستدعون الی قوم اولی باس شدید مین۔</p> <p>(۴) متعلق دفع شر مرند مین کریمہ من یرتد منکم عن دینہ فموت یا قی اللہ الیہ مین۔</p> <p>(۵) پیشین گوئی متعلق غلبہ روم کریمہ اتم غلبت الروم وہم من بعد غلبہم سیغلبون مین۔</p> <p>(۶) پیشین گوئی متعلق اسکے کہ بیود موت کی تمنا کریں گے۔</p> <p>(۷) پیشین گوئی متعلق حضرات خلفای راشدین کریمہ وعدہ اللہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض۔ و نیز دوسری آیات مین۔</p> <p>(۸) پیشین گوئی متعلق غلبہ دین اسلام بر جمیع ادیان کریمہ لظہرہ علی الدین کلہ وغیرہ مین۔</p> <p>(۹) پیشین گوئی متعلق محفوظی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ یمکنہ من الناس مین۔</p> <p>(۱۰) پیشین گوئی متعلق حفاظت قرآن۔ کریمہ وانا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحاظ فظون آئینکے علاوہ اور بھی بہت سی پیشین گوئیاں ہن۔ جو بحیال اختصار ترک کی گئیں۔</p>
۲	بے دیکھی ہوئی باتوں کا بیان کرنا	<p>بے دیکھی ہوئی باتیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تے تین قسم کی بیان کی مین</p> <p>اول زمانہ گزشتہ کی۔ دوم زمانہ حال کی۔ سوم زمانہ آئندہ کی۔ یہ تینوں قسمیں معجزہ مین۔ مگر پہلی قسم کا اعجاز چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونیکے ساتھ واسطہ ہے۔ اسلئے اُس کو ترک کر کے صرف آخری دونوں قسموں کے پانچ پانچ معجزے اس مقام پر بیان کیے جاتے ہن۔</p> <p>قسم دوم (۱) صحیحین مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کی وفات کی خبر اُسی روز جس روز کہ انکی وفات ہوئی بیان فرمائی اور آپ نے عابانہ نماز جنازہ کی پر صلی۔</p>

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
"	"	(۲) سنن بیہقی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری بادشاہ ایران کی مقتولی کی خبر اسی صبح کو بیان فرمائی جس شب کو وہ قتل کیا گیا قصہ اسکا طویل ہے
		(۳) امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عباس جب کافرون کے ساتھ غزوہ بدر میں قید ہوئے۔ اور تمام قیدیوں پر ذیہ مقرر کیا گیا تو حضرت عباس نے کہا کہ اس قدر روپیہ میرے پاس نہیں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مال تنے ام فضل کے پاس جمع کیا ہے وہ کیا ہوا؟ حضرت عباس کہتے ہیں کہ اُس مال کی سوا میرے اور ام فضل کے کسی کو خبر نہ تھی۔ (۴) سنن بیہقی میں ہے کہ ایک مرتبہ اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گم ہو گئی لوگوں نے بہت ڈھونڈھا مگر نہ ملی۔ ایک منافق نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو غیب دانی کے مدعی ہیں انھیں یہ کیوں نہیں معلوم ہو جاتا کہ اونٹنی ان کی کمان ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں غیب دانی کا مدعی نہیں ہوں۔ مگر شہم نے مجھے منافق کے اس مقولہ سے نیز اونٹنی کے مقام سے آگاہ کر دیا وہ اونٹنی فلان مقام پر ہے چنانچہ وہ وہیں ملی۔
		(۵) صحیحین میں ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے (جو اصحاب بدر میں تھے) مخفی طور پر ایک عورت کے ہاتھ ایک خط کفار مکہ کو لکھا۔ حضرت نے بیان فرما دیا کہ حاطب نے ایسا کیا ہے اور وہ عورت خط لیے ہوئے جا رہی ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ آپ کے حکم سے گئے اور اُس خط کو اُس عورت سے لے آئے۔ قسم سوم (۱) خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم کا ترتیب خلیفہ ہونا۔ خلاف راۓ کاتیس برس رہنا حضرت نے بیان فرما دیا۔ دیکھو ازالۃ الخفا۔

نمبر شمار

نام مجملہ

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

(۲) حضرت عثمان و حضرت علی کے ظلماً مقتول ہونے کی خبر دی (دیکھو زلہ انخفا)
 (۳) صحیح بخاری میں عوف بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا: میرے
 بعد بیت المقدس فتح ہوگا۔

(۴) صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ملک حجاز میں ایک آگ نکلیگی کہ ظاہر کر دیگی
 اونٹوں کی گردنوں کو شہر بصرے میں۔ یعنی اُس آگ کی روشنی شہر بصرے تک
 پہنچے گی (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) اور وہاں لوگ اس روشنی کی مدد سے راستہ
 طو کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۔ خیر خلافت عباسیہ میں ۳۔ جمادی الاول ۲۲۷ھ
 ہجری میں مہمہ کے دن عتک کے بعد یہ آگ مدینہ کے قریب ظاہر ہوئی مثل بڑے شہر کے
 جبین قلعے اور برج اہل کنگرے ہون۔ طول اس کا بقدر ۱۲۔ میل کے تھا اور عرض بقدر
 حایریل۔ اور اونچائی اسکی قدام سے ڈیڑھ می۔ دریا کی طرح موجیں مارتی تھی اور
 سیلاب کی طرح چلتی تھی۔ رعد کی طرح آواز کرتی تھی۔ یہ ایک نہایت عجیب بات تھی
 کہ پتھر و نکو حلاوتی اور پہاڑوں کو رانگے کی طرح پگھلا دیتی تھی مگر درختوں پر اس سے
 کوئی اثر نہ پہنچتا تھا۔ مدینے کے لوگ اس آگ کی روشنی میں رات کو شل دن
 کے کام کرتے تھے۔ اس آگ کی روشنی جگہ میں اور بصرے میں دیکھی گئی۔

علامہ قسطلانی اسی زمانہ میں تھے۔ انھوں نے اس آگ کی بیان میں ایک کتاب
 مستقل تصنیف کی ہے۔ نیز اور علمائے بھی اسکا تذکرہ لکھا ہے۔ اس آگ کی پیشینگوئی
 جن کتابوں میں لکھی ہوئی ہے مثل صحیحین کے وہ اس واقعہ سے کئی سو برس پہلے
 کی تصنیف ہیں۔

(۵) صحیح مسلم میں حضرت ابو ذر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

نمبر شمار نام معجزہ

قریب ہر کہ تم مصر کو فتح کرو گے تو وہاں کے لوگوں سے نیکی کرنا

۱۱

۱۱

۱۱) بیہقی نے انس بن مالک بن ابی حبش سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے خدا کی قسم مجھے جنگ بدر میں کسی انسان نے قید نہیں کیا بلکہ یوں ہوا کہ جب کفار قریش شکست کھا کر بھاگے تو میں بھی بھاگا۔ پس ایک مرد سفید رنگ دراز قامت نے کہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اور آسمان و زمین کے درمیان میں معلق تھا مجھے بازو ہر چھوڑ دیا۔ اور عبدالرحمن بن عوف مجھے بندھا ہوا دیکھ کر کپڑا لائے۔

(۲) بیہقی نے اور ابن سعد نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ حضرت حمزہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میں حضرت جبریل کو انکی اصلی صورت پر دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہ دیکھ سکو گے۔ مگر انھوں نے زیادہ اصرار کیا۔ پس حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت جبریل کعبہ کے اندر آئے حضرت نے فرمایا کہ اے حمزہ اوپر دیکھو۔ چنانچہ انھوں نے دیکھا دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے۔

(۳) صحیحین میں اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت جبریل کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں دیکھا۔

(۴) صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ اکثر اوقات آٹے پاس آتے تھے اور انکو سلام کرتے تھے یہاں تک کہ میں بیمار ہوا اور میں نے اپنے بدن میں داغ دیا۔ اسوقت سے فرشتوں کا سلام کرنا قیوف ہو گیا۔

(۵) بدر کے دن اکثر صحابہ نے دیکھا کہ سلمان کسی کا فر پہ چلے کرتے ہیں ابھی ان کی تلوار کافر کی گردن پر پہنچنے نہ پائی تھی کہ گردن علیحدہ کٹ کر گر گئی۔

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

نمبر شمار نام معجزہ

۴

(۱) بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ زمانہ جاہلیت لانا اور آپ کی مین محضے ایک جن سے دوستی تھی۔ وہ مجھے آئندہ کی خبریں پہنچایا کرتا تھا۔ بشارت سنانا۔ اور مین لوگوں سے بتاتا تھا۔ اس مین میرا بہت کچھ فائدہ ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ مین سو رہا تھا کہ اس جن نے اگر مجھے جگایا اور کہا کہ: اُمّہ اؤہوش مین آ۔ اور سمجھ لے اگر تجھے شعور ہے کہ ایک پیغمبر اولاد لوی بن غالب سے پیدا ہوے ہیں۔ پھر چند اشعار اُس نے پڑھے۔ مجھے سخت بے چینی اس واقعہ کی پیدا ہوئی۔ دوسری رات کو بھی اُس جن نے ایسا ہی بیان کیا اور تیسری رات کو بھی۔ پس سیکول مین محبت اسلام کی پیدا ہوئی اور مین مکہ جا کر حضرت کے حضور مین مشرف بہ اسلام ہوا۔

(۲) امام احمد نے حضرت جابر سے اور ابو نعیم نے صخرہ سے اور بیہقی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر مدینہ منورہ مین اس طرح معلوم ہوئی کہ مدینہ کی ایک عورت کو کسی جن سے تعلق تھا وہ روزانہ اُسکے پاس آیا کرتا تھا۔ چند روز کے لیے اوسکا آنا موقوف ہو گیا۔ پھر وہ آیا تو اُس عورت نے نہ آنیکا سبب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ اب مین ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتا ہوں۔ مکہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوے ہیں اُنھوں نے ہم پر زنا حرام کر دیا ہے۔

(۳) صحیح بخاری مین حضرت فاروق اعظم سے روایت ہے کہ ایک روز بتوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بت کے پیٹ سے یہ آواز نکلی کہ اے مرد قوی سن! کام کی بات ہے۔ ایک شخص فصیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ لوگ یہ آواز سن کر بھاگ گئے۔ مگر مین بیٹھا رہا۔ یہی آواز پھر دوبارہ پیدا ہوئی اس کے

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

نام معجزہ

نمبر شمار

چند ہی روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر مشہور ہوئی۔

"

"

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود سے محدثین کی ایک جماعت نے مثل یحییٰ وابو نعیم

کے روایت کی ہر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو اپنے ہمراہ لیا

اور ایک دائرہ کھینچ کر اُس کو اُس کے اندر بٹھا دیا اور آپؐ اُس کے تشریف لیگئے۔ اور

کچھ آیتیں قرآن شریف کی پڑھیں اور جن آپ کے پاس آئے اور ایمان لائے

(۵) ابن سعد نے جب بن قیس مرادی سے روایت کی ہر کہ ہم چار آدمی اپنے

وطن سے بارادہ حج روانہ ہوئے۔ میں کے ایک جنگل میں چلے جا رہے تھے

کہ ایک آواز آئی جس میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ لے سوار و جب تم زمرم

اور حطیم پر پہونچو تو ہمارا سلام کہدینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خدا کے رسول

ہیں، اور یہ کہدینا کہ ہم آپ کے دین کے تابعدار ہیں، ہم سے یسوع بن مریم نے اسکی

وصیت کی تھی یا

ابوالبقاء شبلی حنفی نے اپنی کتاب اکام المرجان فی احکام البان میں لکھا ہر کہ حدیثوں

سے یہ بات ثابت ہوتی ہر کہ چھ مرتبہ جن آپ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ پہلی مرتبہ

مکہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکسک ناگاہ کم ہو گئے۔ اور اصحاب نے

آپ کو سید انون میں اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں تلاش کیا۔ صبح کو آپ جانب کوہ

حرا سے تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنون کا پلانیو الا

آیا تھا سو میں اُسکے ساتھ گیا اور میں نے جنون کو کلام اللہ سنایا۔ اور اس

قصہ کو امجد دہاؤد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ اور اس مرتبہ آپ

ساتھ کوئی نہ تھا۔ اور دوسری مرتبہ جن آپ کے پاس حجوں میں اور تیسری مرتبہ

اعلامی مکہ کے پہاڑوں میں اور چوتھی مرتبہ بقیع الغرقین اور ان دونوں بار

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

نمبر شمار نام سجدہ

عبداللہ بن مسعود آپ کے ساتھ تھے اور پانچویں مرتبہ خارج مدینہ میں اور اس بار حضرت ابن زبیر آپ کے ہمراہ تھے اور چھٹی مرتبہ ایک سفر میں کہ بلال آپ کے ساتھ تھے

۵ برکت کا ظاہر (۱) صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں ایک روز بھوکا تھا۔ حضرت مجھے اپنے ہمراہ لینگے۔ دولت خانہ میں صرف ایک قلع دودھ نکلا جو کہین سے دیتا آیا تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس تسلیل مقدار دودھ میں سب آدمی کیونکر شریک ہو سکتے ہیں۔ کاش مجھی کو دیدیتے۔ مگر میں نے سب کو بلا لیا بعد اسکے آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان سب کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے پلانا شروع کیا۔ سب سیر ہو کر پیا۔ پھر حضرت نے پیالہ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ اب ہم اور تم باقی ہیں سو تم پیو۔ چنانچہ میں نے پیا۔ بار بار حضرت فرماتے تھے کہ اور پیو۔ یہاں تک کہ میرے پیٹ میں گنجائش باقی نہ رہی۔ بعد اسکے حضرت نے پیا۔

(۲) آنحضرت نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوٹے لائے لایا اور میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چھوٹا روٹ کے لیے دعای برکت فرمائیے۔ آپ نے اُن چھوٹا روٹ کو اکٹھا کر کے دعای برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انھیں ایسے اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُس میں سے ہاتھ ڈال کر کھا لیں۔ اُسکو جھاڑیو ست۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اُن چھوٹا روٹ میں ایسے برکت ہوئی کہ میں نے اتنے اتنے وسیع اصدقی راہ میں خرچ کیے اور ہمیشہ اُس میں سے ہم کھاتے کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ بروز شہادت

نمبر شمار

نام سجزہ

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب

حضرت عثمان کے میری بکر سے کٹ کر کہیں گر پڑا اور جاتا رہا۔

(۳) صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک میں لوگوں کو بیک کی تکلیف پہنچی۔ یعنی توشہ کم تھا۔ لوگ بھوکے رہنے لگے۔ حضرت عمر فاروق نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس باقی رہا ہر اُسے آپ شگاہ دعا برکت فرما دیں آپ نے ایک دسترخوان چرمی بچھوایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کچھ توشہ بچا ہوا ہے اس میں لوگ اپنے اپنے پاس سے جو کچھ باقی رہا تھا لے آئے۔ یہاں تک کہ بعض آدمی ایک مٹھی بھر جو ا لے آئے اور بعض ایک مٹھی چھوہا لے اور کوئی ٹکڑا روٹی کا یہاں تک کہ اُس دسترخوان پر تھوڑا سا فراہم ہوا آپ نے اُس پر دعا برکت فرمائی اور لوگوں سے کہا کہ اپنے اپنے برتن بھرو۔ سب لوگوں نے سارے لشکر کے سب برتن بھر لیے اور سب لشکر نے سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انی رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالیٰ اور گواہی دیتا ہوں کہ میں تحقیق رسول خدا کا ہوں اور اس کلمہ کو جو شخص بغیر شکر کے کہے گا بہشت میں جائیگا۔

(۴) ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ چار سو سواروں کو قبیلہ احسین سے توشہ دیوین حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چھوہا لے جن سے آپ توشہ دینے کو فرماتے ہیں چار صاع چھوہا لے میں اُن سے ان سب کو کھاؤں گی کیونکہ تمہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تو سہی۔ حضرت عمر گئے اور اُن چھوہا روں

مختصر کیفیت بحوالہ کتب

نمبر شمار نام معجزہ

سے اُن چار سو آدمیوں کو توشہ بقدر کفایت دیدیا اور چھوہارے جتنے تھے اُنہی ہی باقی رہے۔

(۴) صحیحین میں انس روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ میں نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو سبب بھوک کے ضعیف پایا ہے سو تمہارے پاس کچھ ہے؟ ام سلیم نے کچھ روٹیاں جو کی نکالیں اور ایک اور مٹی میں پیسٹر مجھے دین۔ میں نے اُنھیں ہاتھوں کے تلے چھپالیا اور وہ روٹیاں لیکر مجھ پر آنحضرت کے بھیجا۔ آپ مسجد میں تھے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ کھانا لیکر؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اٹھو آپ چلے اور آپ کے ساتھ سب حاضرین بھی چلے۔ میں نے آگے بڑھ کر ابو طلحہ کو خبر کی ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ آنحضرت لوگوں کو لیے تشریف لاتے ہیں اور ہمارے پاس تو کھانا اتنا نہیں ہے کہ سب کو کھلا سکیں۔ ام سلیم نے کہا کہ خدا اور خدا کا رسول وانا تر ہے۔ پس ابو طلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ابو طلحہ کے گھر میں آئے اور ام سلیم سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہوئے اُنھوں نے وہ روٹیاں پیش کیں آپ نے فرمایا کھڑے کر ڈالو۔ پھر ام سلیم نے گہی برتن کو نچوڑ کر اُن ٹکڑوں کو چیر دیا۔ بعد اسکے آنحضرت نے اُسپر کچھ پڑھا پھر آپ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو آئے دودس آدمی آئے اور پیٹ بھر کھا کر اٹھے پھر دس آدمی آپ نے اور بلائے۔ اسی طرح سے دس دس آتے اور پیٹ بھر کھاتے گئے۔ بھون نے پیٹ بھر کے کھالیا۔ اور وہ لوگ ستر یا اسی آدمی تھے۔

مضمون نگاری کے قواعد

بخم کو بھی مضمون نگاروں کی بہت ضرورت ہے مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسبِ قیاس قواعد کی پابندی ضروری ہے جو جان قواعد کی پابندی نہ ہو سکے جن صاحبِ مضمون درج نہ ہو وہ براہِ کرم معاون فرمائیں رعدم اندراج جواب ہی میں بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ ہونا چاہیے۔

وہ قواعد یہ ہیں

۱۔ مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اُس محبت میں کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔
۲۔ جو مضامین فرقِ مخالفہ کے رد میں ہوں انہیں تحقیق و الزام دونوں چیزوں سے کام لیا گیا ہو۔ اور الزام میں مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے تہذیبِ متانت کا پورا لحاظ ہو گا لیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اس کا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب کا جواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔

۳۔ عبارت میں گنجائش اور طول بالکل مخصوصا تسلیم کر لیا ہو ورنہ عربی فارسی کی عبارتیں اگر منقول ہوں تو ان کا ترجمہ بھی حاشیہ پر خطِ صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔

۴۔ مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہ ہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جاسکتے ہیں۔
۵۔ مضمون نگار صاحبانِ دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزو مند نہ ہوں۔ ان احوالِ اعلیٰ اللہ۔

۶۔ جن صاحبِ مضمون پسند آجائے گا اور وہ ہر ماہ میں ایک مضمون دینے کا وعدہ کر چکے تو ان کے نام النجم ہدیہ جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابیں جو خریدارانِ النجم کے لیے تجویز ہو کر بیگی ان کو بھی ملتی رہیں گی۔

۷۔ جو مضمون حسن و افادہ کی اس حد میں آجائے گا جس کا اعلان پشتِ صفحہ ہذا پر ہو اس کے لکھنے والے کو ہر فرخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آؤر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیج دیا جائے گا۔

۸۔ اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گزرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہوں تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر لکریزی زبان میں ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا میں بھیج دیں۔

۹۔ ہر مضمون زائد از ادا ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسکی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر شائع ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائے گا تو مضمون نگار کو اطلاع دی جائے گی۔

التماس ضروری

جسوقت سے انجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عمدگی کا
 کاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہے
 لہذا جن ناظرین کو خدا نے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیوں کو علمی مذہبی
 فوائد پہونچانا چاہیں انکی خدمت میں گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون انجم کا حسن و
 خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگوں کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ
 حضرات اس مضمون کی علیحدہ کا بیان بصورت رسالہ کے دفتر انجم سے خرید کر مواقع ضرورت میں تقسیم
 کر دیں ایسے مضامین کی بابت اکثر و بیشتر خود ہی دفتر انجم سے ناظرین کی خدمت میں سفارش کر دی
 جائے گی ایسے مضامین کے رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والوں کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب
 سے دیے جائیں گے کم از کم عہد کے اور زیادہ سے زیادہ جسقدر مطلوب ہوں خرید کیجیے اور اپنے
 بھائیوں میں تقسیم کر دیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت
 سے دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہوں انکی قیمت
 بذریعہ منی آڈر بھیج کر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

المستمسک

منیجر دفتر انجم لکھنؤ پٹانالہ